بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
فون ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳	سوموار ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ، ۵ فتح ۱۳۶۷ ہش، ۵ دسمبر ۱۹۸۸ء	نمبر ۲۷۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

لنڈن سے آمدہ اطلاعات کے مطابق سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اور حضور تمام احباب جماعت کو محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' بھجواتے ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

اہل اللہ مصائب و مشکلات میں خوش رہتے اور لذّت اٹھاتے ہیں

عاشق لوگ عشق کے غلبہ میں اسکے دردوں میں ہی لذت پاتے ہیں

" مومن کے لیے مصائب ہمیشہ نہیں رہتے اور نہ لمبے ہوتے ہیں بلکہ اس کے واسطے رحمت، محبّت اور لذّت کا چشمہ جاری کیا جاتا ہے ۔ عاشق لوگ عشق کے غلبہ کے وقتوں اور اس کے دردوں میں ہی لذّت پاتے ہیں یہ باتیں گو ایک خشکِ محض انسان کیلئے سمجھانی مشکل ہیں مگر جنہوں نے اس راہ میں قدم مارا ہے وہ ان کو خوب جانتے ہیں بلکہ ان کو تو معمولی آرام و آسائش میں وہ چین اور لذّت نہیں ہوتی جو دکھ کے اوقات میں ہوتی ہے مثنوی روم میں ایک حکایت ہے کہ ایک مرض ایسا ہے کہ اسمیں جتنک اسکو مُکّے مارتے کُوٹتے اور لتاڑتے رہتے ہیں تب تک وہ آرام میں رہتا ہے ورنہ تکلیف میں رہتا ہے ۔ سو یہی حال اہل اللہ کا ہے کہ جتنک ان کو مصائب و شدائد کے مشکلات آتے رہیں اور ان کو مار پڑتی رہے تب تک وہ خوش ہوتے ہیں اور لذّت اٹھاتے ہیں ورنہ بے چین اور بے آرام رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ اپنے بندوں کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچنے دیتا اور ہر طرح سے عیش و آرام میں ان کی زندگی بسر کرواتا ۔ انکی زندگی شاہانہ زندگی ہوتی ۔ ہر وقت ان کے لئے عیش و طرب کے سامان مہیّا کئے جاتے مگر اس نے ایسا نہیں کیا ۔ اسمیں بڑے اسرار اور راز نہاں ہوتے ہیں ۔ دیکھو والدین کو اپنی لڑکی کیسی پیاری ہوتی ہے بلکہ اکثر لڑکوں کی نسبت زیادہ پیاری ہوتی ہے مگر ایک وقت آتا ہے کہ والدین اسکو اپنے سے الگ کر دیتے ہیں وہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت کو دیکھنا بڑے جگر والوں کا کام ہوتا ہے ۔ والدہ ایک طرف روتی ہے اور والد ایک طرف روتا ہے ۔ دونوں طرف کی حالت ہی بڑی قابلِ رحم ہوتی ہے ۔ قریباً چودہ پندرہ سال ایک جگہ رہے ہوئے ہوتے ہیں ۔ آخر انکی جدائی کا وقت نہایت ہی رقّت کا ہوتا ہے ۔ اس جدائی کو بھی کوئی نادان بے رحمی کہدے تو بجا ہے مگر اسکی لڑکی میں بعض ایسے قویٰ ہوتے ہیں جسکا اظہار اس علیحدگی اور سسرال جا کر شوہر سے معاشرت ہی کا نتیجہ ہوتا ہے جو طرفین کیلئے موجبِ برکت اور رحمت ہوتا ہے۔

یہی حال اہل اللہ کا ہے ان لوگوں میں بعض خلق ایسے پوشیدہ ہوتے ہیں کہ جتنک ان پر تکالیف و شدائد نہ آویں ان کا اظہار ناممکن ہوتا ہے "

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۰۱-۲۰۰)

فوجی عدالتوں کی موت کی سزائیں منسوخ

اسلام آباد : وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے قیدیوں، سیاسی قیدیوں اور مارشل لاء عدالتوں سے غیر حاضری میں سزا پانے والوں کے لئے رعایتوں کا اعلان کر دیا ۔ سزائے موت عمر قید میں تبدیل۔ خواتین کے لئے عام معافی۔ غیر حاضری میں دی گئی سزائیں ختم ۔ ساٹھ سال سے زیادہ عمر کے افراد جو ۵ سال یا اس سے زیادہ سزا کاٹ چکے ہیں انہیں بھی عام معافی دے دی گئی ۔ مارشل لاء عدالتوں سے غیر حاضری میں سنائی گئی سزاؤں کے خاتمہ کے باوجود ملزموں کو ان الزامات میں مقدمے کا سامنا کرنا ہوگا جو ان پر عائد کئے گئے ہیں ۔ فوجی عدالتوں سے دی گئی تمام سزائیں معاف ۔ اس کا اطلاق منشیات، سمگلنگ، کرپشن، خورد برد، بنک فراڈ، رہزنی، ڈاکہ زنی، قتل، زنا اور غیر فطری جرائم میں ملوث قیدیوں پر نہیں ہوگا ۔ قتل کے مقدمات میں ملوث خواتین قیدی بھی عام معافی سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گی ۔ عام معافی کا اطلاق مسلح افواج پر نہیں ہوگا، ملک بھر میں قیدیوں کی سزاؤں میں تین تین ماہ کی تخفیف ۔ اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کی سربراہی میں ٹاسک فورس تمام مقدمات کا ساٹھ روز میں جائزہ لے گی ۔ تحقیقات مکمل نہ ہو سکیں تو آئندہ احکامات پر تمام افراد بری ہوں گے ۔

(نوائے وقت ۴ دسمبر ۱۹۸۸)

وفاقی کابینہ کا اعلان

اسلام آباد ۴ دسمبر : پاکستان کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنی بیس رکنی وفاقی کابینہ کا اعلان کر دیا جس نے آج یہاں حلف اٹھا لیا ۔ صدر غلام اسحاق خان نے حلف لیا ۔ وزیر اعظم بھی اس موقعہ پر موجود تھیں کابینہ میں مندرجہ ذیل اراکین شامل ہیں ۔ جناب مختار اعوان محنت افرادی قوت سمندر پار پاکستانیوں کے امور چوہدری اعتزاز احسن داخلہ ۔ قانون، انصاف جناب مخدوم امین فہیم مواصلات ۔ جناب آغا طارق ۔ جناب راؤ سکندر خوراک ۔

باقی صفحہ ۷ پر

پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دارالنصر غربی ربوہ سے شائع کیا قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل
۵، فتح ۱۳۶۷ ہش
۵، دسمبر ۱۹۸۸ء

باہمی تعاون

ہمارے ایک دوست کے بیٹے نے اعلیٰ نمبروں پر میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ہم نے اس عزیز کو مبارک باد دی اور اس سے پوچھا کہ اب وہ کون سے مضامین لے کر کس کالج میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اس عزیز نے ہماری طرف دیکھا اور کسی حد تک مایوسی کے عالم میں کچھ دیر خاموش رہ کر کہا چچا جان میں تو کسی کالج میں داخل نہیں ہو رہا۔ میرے والد صاحب میں اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ مجھے مزید تعلیم دلوائیں۔ وہ خود ریڑھا چلاتے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ میں ان کے ساتھ ہی کام کروں یا زیادہ سے زیادہ اگر ممکن ہو سکے تو کسی دفتر میں ملازمت کر لوں۔ [بات تو ٹھیک ہے کہ اگر باپ میں اتنی استطاعت نہیں کہ وہ اپنے بیٹے کو مزید تعلیم دلوا سکے تو یقیناً وہ یہی چاہے گا کہ بیٹا یا تو اس کے ساتھ کام کرے یا کسی چھوٹی موٹی نوکری کا انتظام ہو جائے تو وہاں چلا جائے۔ ہم نے اس عزیز کی بات سُنی اور ہمیں ایک دھچکا سا لگا۔ ہم نے ایک لفظ پر غور کرنا شروع کیا۔ اور وہ لفظ تھا استطاعت

اس عزیز کے والد اس لئے اس کو آگے تعلیم نہیں دلوا سکتے کہ ان میں ان اخراجات کے برداشت کرنے کی استطاعت نہیں ہے۔ استطاعت پر غور کرتے ہوئے ہمارے ذہن میں یہ بات آ گئی کیا استطاعت کا مطلب انفرادی استطاعت ہی ہے یا اس کو کسی حد تک اجتماعیت دی جا سکتی ہے۔ اور ایک فرد کی استطاعت کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ اب رہن سہن کے طریق بدل گئے ہیں اور خاندانوں کا وہ رواج جو پہلے تھا اور جس میں ایک خاندان کے بہت سے لوگ ایک ہی جگہ رہتے تھے اور لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ اب بہت حد تک بدل چکا ہے۔ لیکن ایک دوسرے سے محبت اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا مادہ تو مفقود نہیں ہو جانا چاہیئے۔ اگر خاندان کے کئی افراد مل کر ایک بچہ کو تعلیم دلوانا چاہیں تو یہ کیا مشکل ہے۔ اس بچے کے باپ کی استطاعت میں وسعت پیدا کرنے کا یہی طریق ہے۔ کہ اس کے دوسرے رشتہ دار آگے آئیں اور ہاتھ بٹائیں۔ ہمیں خوب یاد ہے کہ قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر اس بات پر اکثر زور دیا کرتے تھے کہ کسی شخص کی استطاعت معلوم کرنے کے لئے اس کے خاندان کے افراد کی استطاعت معلوم کرنی چاہیئے — اب بے شک ضروریات بڑھ گئی ہیں۔ خاندان پھیل گئے ہیں اور ہر خاندان کا کوئی فرد کہیں ہے اور کوئی کہیں۔ لیکن جس بات کی طرف ہم توجہ دلانا چاہتے ہیں اس میں جسمانی قرب کی بجائے ذہنی اور قلبی ہم آہنگی زیادہ ضروری ہے۔ کوئی شخص دنیا کے کسی بھی حصہ میں چلا جائے وہ دور دراز علاقے سے بھی اپنے رشتہ داروں کی کسی نہ کسی رنگ میں مدد کر سکتا ہے۔ اور ضرورت تو مدد ہی کی ہے نہ کہ اکٹھا رہنے کی۔

پس ہم نے سوچا کہ اگر اس عزیز کے رشتہ دار جن میں سے اب کوئی جرمن میں ہے۔ کوئی کینیڈا میں ہے اور کوئی امریکہ میں ہے۔ ذرا سا بھی اس بات کا خیال کریں تو یہ بچہ مزید تعلیم حاصل کر سکے گا اور اپنے لئے اپنے خاندان کے لئے جماعت کے لئے اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی معاشرے کا ایک بہتر فرد بن سکے گا۔

پس آیئے ہم اس بات پر غور کریں کہ کیا ہمارے خاندانوں کے افراد کی ذہنی اور قلبی ہم آہنگی ہمیں ایک دوسرے کی مدد پر مائل کرتی ہے یا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دوسروں سے مدد مانگنے کی بجائے ہر شخص کا پہلا حق یہ ہے کہ وہ اپنے خاندان کے افراد کی مدد کا مستحق سمجھا جائے اور اُسے یہ مدد فراہم کی جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ ایسا کرنے سے انفرادی استطاعت کو اس حد تک وسعت ملے گی کہ کوئی شخص یہ کہنے پر مجبور نہیں ہو گا کہ میں اپنے بچہ کو مزید تعلیم نہیں دلوا سکتا۔ خدا کرے کہ اس ضمن میں ہم اپنے فرائض کو پوری طرح سمجھیں اور معاشرے کو بہتر سے بہتر افراد فراہم کریں۔ آمین۔

دل کہتا ہے چھپ کر آ
اوروں سے یہ راز چھپا
آنکھ تقاضا کرتی ہے
کھل کر اپنا حسن دکھا

[illegible]

تغیّر

محترم عبدالسلام اختر صاحب ایم اے

خوشی کے ساتھ چلتا ہے غمی کے ساتھ چلتا ہے
سن اے ناداں! تغیّر آدمی کے ساتھ چلتا ہے
مسرت میں نہ اتنا ڈوب جا۔ یہ اِک حقیقت ہے
کہ غم کا کوئی پہلو ہر خوشی کے ساتھ چلتا ہے
خدا کی ذات میں کھو جا۔ کہ امرِ واقعہ یہ ہے
جو اُس کا ہو۔ مقدّر بھی اسی کے ساتھ چلتا ہے
یہ اُس کا سایۂ رحمانیت ہی ہے جو دنیا میں
کوئی سمجھے نہ سمجھے ہر کسی کے ساتھ چلتا ہے
وہ جب تشریف لے جاتے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے
کہ جیسے یہ زمانہ بھی انہیں کے ساتھ چلتا ہے
ہزاروں ہیں جو اس دنیا میں دامن چھوڑ جاتے ہیں
یہ اس کا ساتھ ہے جو زندگی کے ساتھ چلتا ہے

مرحوم مجاہدین دفترِ اوّل کے کھاتوں کی بحالی کا کام مکمل کیا جائے

"تاکہ یہ دفتر ہمیشہ کیلئے زندہ ہو جائے"

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۴ر نومبر ۱۹۸۸ء (۴ر نبوت ۱۳۶۷ ہش) بروز جمعہ لندن کے بیت الفضل میں خطبہ جمعہ کے ذریعہ تحریک جدید کے پچپنویں ۵۵ سال کا اعلان فرما دیا۔

اس خطبہ میں ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ نے جہاں مجموعی طور پر قربانیوں میں خصوصاً معاونین خصوصی کی قربانیوں میں اضافہ پر اظہار خوشنودی فرمایا ہے وہاں آئندہ کے لئے بہت محنت اور حسنِ انتظام سے کام کرنے کی تلقین فرمائی نیز جن جماعتوں نے کما حقہٗ زور صرف نہیں کیا ان کو ایفاءِ عہد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس گزشتہ کمی کو بھی پورا کریں سالِ نو میں ہمیں قریباً سوا سو ملکوں کی نوع بنوع ضروریات کو پورا کرنا ہے لہٰذا حضور انور نے فرمایا:۔

"اگر جماعت نے ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں اور کام بہت زیادہ ہیں تو یہی ایک طریق ہے کہ مخلصین کی تعداد بڑھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے رہیں"۔

نیز فرمایا "جوں جوں آپ دعا اور اخلاص کے ساتھ اس راہ میں قدم آگے بڑھائیں گے خدا نئے نئے کام آپ کے سامنے پیش کرتا چلا جائے گا"۔

حسن انتظام کا تقاضا ہے کہ

(i) اوّلین موقع پر قواعد و ضوابط کے مطابق معینہ فارموں پر وعدے حاصل کئے جائیں سبقت کا ثواب پیش نظر رہے۔
(ii) جملہ افراد جماعت کی شمولیت کا اہتمام کیا جائے (بشمول بچگان و مستورات)
(iii) وعدے معیاری ہوں اور معاونین خصوصی کی تعداد میں اضافہ عمل میں لایا جائے۔
(iv) دفتر اوّل کے جملہ کھاتے بحال کروائے جائیں (حسب ارشاد حضور: کہ یدکر یدکر وارثین کو تلاش کیا جائے۔)
(v) مجموعی طور پر گزشتہ سال کی نسبت کم از کم چالیس ۴۰ فیصد اضافہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کے قیام کا ایک مقصد
محبتِ الٰہی کا قیام

(قسط نمبر 2)

از محترم مرزا عبدالحق صاحب

مذہب کی اصل غرض محبت الٰہی

اس کے بعد میں وہ عبارتیں لیتا ہوں۔ جن میں حضور نے مذہب کی اصل غرض بیان فرمائی ہے۔ حضور فرماتے ہیں

"مذہب کی اصل غرض اس سچے خدا کو پہچاننا ہے جس نے اس تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور اس کی محبت میں اس مقام تک پہنچنا ہے جو غیر کی محبت کو جلا دیتا ہے۔ اور اس کی مخلوق سے ہمدردی کرنا ہے اور حقیقی پاکیزگی کا جامہ پہننا ہے"

(لیکچر لاہور۔ صفحہ ۲)

"یہ سچی بات ہے کہ گناہ سے بچنا اور خدا تعالیٰ کی محبت میں محو ہونا انسان کے لئے ایک عظیم الشان مقصود ہے اور یہی وہ راحتِ حقیقی ہے۔ جس کو ہم بہشتی زندگی سے تعبیر کر سکتے ہیں تمام خواہش جو خدا کی رضامندی کے مخالف ہے۔ وہ دوزخ کی آگ ہے۔ اور ان خواہشوں کی پیروی میں عمر بسر کرنا ایک جہنمی زندگی ہے۔ مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ جہنمی زندگی سے نجات کیونکر حاصل ہو۔ اس کے جواب میں جو علم خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ اس آتش خانہ سے نجات ایسی معرفت الٰہی پر موقوف ہے جو حقیقی اور کامل ہو۔ کیونکہ انسانی جذبات جو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں وہ ایک کامل درجہ کا سیلاب ہے جو ایمان کو تباہ کرنے کے لئے بڑے زور سے بہہ رہا ہے۔ اور کامل کا تدارک بغیر کامل کے غیر ممکن ہے۔ پس اسی وجہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک کامل معرفت کی ضرورت ہے"

(لیکچر لاہور صفحہ ۳)

"مذہب کی جڑھ خداشناسی اور معرفت نعمائے الٰہی ہے۔ اور اس کی شاخیں اعمال صالحہ اور اس کے پھول اخلاق فاضلہ ہیں۔ اور اس کا پھل برکات روحانیہ اور نہایت لطیف محبت ہے جو رب اور اس کے بندہ میں پیدا ہو جاتی ہے اور اسی پھل سے متمتع ہونا روحانی تقدس و پاکیزگی کا مثمر ہے۔ کمالیتِ محبت، کمالیتِ معرفت سے پیدا ہوتی ہے اور عشق الٰہی بقدر معرفت جوش مارتا ہے اور جب محبت ذاتیہ پیدا ہو جاتی ہے تو وہ انسانی پیدائش کا پہلا دن ہوتا ہے اور وہی ساعت نئے عالم کی پہلی ساعت ہوتی ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳۳)

سچی خوشحالی اور نجات کا ذریعہ محبت الٰہی

اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں:

"دراصل نجات اس دائمی خوشحالی کے حصول کا نام ہے۔ جس کی بھوک اور پیاس انسانی فطرت کو لگا دی گئی ہے۔ جو محض خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت اور اس کی پوری معرفت اور اس کے پورے تعلق کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ جس میں شرط ہے کہ دونوں طرف سے محبت جوش مارے۔ لیکن بسا اوقات انسان اپنی غلط کاریوں سے ایسی چیزوں میں اپنی خوشحالی کو طلب کرتا ہے۔ کہ جن سے آخر کار تکلیف اور ناخوشی اور بھی بڑھتی ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ دنیا کی نفسانی عیاشیوں میں اس خوشحالی کو طلب کرتے ہیں۔ اور دن رات میخواری اور شہوات نفسانیہ کا شغل رکھ کر انجام کار طرح طرح کی مہلک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ....

سو طالبِ حق کے لئے جو قابلِ غور سوال ہے۔ وہ یہی سوال ہے۔ سچی خوشحالی کیونکر حاصل ہو۔ جو دائمی مسرت اور خوشی کا موجب ہو۔ اور درحقیقت سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ وہ اس خوشحالی تک پہنچا دے سو ہم قرآن شریف کی ہدایت سے اس دقیق در دقیق نکتہ تک پہنچتے ہیں۔ کہ وہ ابدی خوشحالی خدا تعالیٰ کی صحیح معرفت پھر اس یگانہ کی پاک اور کامل اور ذاتی محبت اور کامل ایمان میں ہے۔ جو دل میں عاشقانہ بے قراری پیدا کرے۔ یہ چند لفظ کہنے کو تو تھوڑے سے ہیں۔ لیکن ان کی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۱، ۲۲)

"(کیونکہ) نجات کا تمام مدار خدا تعالیٰ کی محبت ذاتیہ پر ہے۔ اور محبت ذاتیہ اس محبت کا نام ہے۔ جو روحوں کی فطرت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق ہے"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۵)

"اصل حقیقت اور اصل سرچشمہ نجات کا محبت ذاتی ہے۔ جو وصالِ الٰہی تک پہنچاتی ہے۔ وجہ یہ کہ کوئی محب اپنے محبوب سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ خدا خود نور ہے اس لئے اس کی محبت جو انسان کی فطرت میں ہے خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی محبت ذاتی انسان کی محبت ذاتی میں خارق عادت جوش بخشتی ہے۔ اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے ایک فنا کی صورت پیدا ہو کر بقا باللہ کا نور پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بات کہ دونوں محبتوں کا باہم ملنا ضروری طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہے۔ کہ ایسے انسان کا انجام فنا فی اللہ ہو۔ اور خاکستر کی طرح یہ وجود ہو کر (جو حجاب ہے) سراسر عشق الٰہی میں روح غرق ہو جائے۔ اس کی مثال وہ حالت ہے۔ کہ جب انسان پر آسمان سے صاعقہ پڑتی ہے۔ تو اس آگ کی کشش سے انسان کے بدن کی اندرونی آگ یکدفعہ باہر آ جاتی ہے تو اس کا نتیجہ جسمانی فنا ہوتا ہے۔ پس دراصل یہ روحانی موت بھی اس طرح دو قسم کی آگ کو چاہتی ہے ایک آسمانی آگ اور ایک اندرونی آگ اور دونوں کے ملنے سے وہ فنا پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے بغیر سلوک تمام نہیں ہو سکتا۔ یہی فنا وہ چیز ہے جس پر سالکوں کا سلوک ختم ہو جاتا ہے جو انسانی مجاہدات کی آخری حد ہے۔ اسی فنا کے بعد فضل اور موہبت کے طور پر مرتبہ بقا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے .... اور یہ عشق الٰہی کا آخری نتیجہ ہے جس سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اور موت سے نجات ہوتی ہے۔ ہمیشہ کی زندگی بغیر خدا تعالیٰ کے کسی کا حق نہیں وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ پس انسانوں میں سے اسی انسان کو جاودانی زندگی ملتی ہے۔ جو غیروں کی محبت سے اپنا تعلق توڑ کر اور اپنی محبت ذاتی کے ساتھ خدا تعالیٰ میں فنا ہو کر ظلی طور پر اس سے حیات جاودانی کا حصہ لیتا ہے۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۶، ۲۷)

"پھر معرفت کے بعد بڑی ضروری چیز نجات کے لئے محبت الٰہی ہے۔ یہ بات نہایت واضح اور بدیہی ہے کہ کوئی شخص اپنے محبت کرنے والے کو عذاب دینا نہیں چاہتا۔ بلکہ محبت محبت کو جذب کرتی اور اپنی طرف کھینچتی ہے جس شخص سے کوئی سچے دل سے محبت کرتا ہے۔ اس کو یقین کرنا چاہیئے۔ کہ وہ دوسرا شخص بھی جس سے محبت کی گئی ہے اس سے دشمنی نہیں کر سکتا۔ اگر ایک شخص ایک شخص کو جس سے وہ اپنے دل سے محبت رکھتا ہے۔ اپنی اس محبت سے اطلاع بھی نہ دے۔ تب بھی اس قدر تو اثر ضرور ہوتا ہے۔ کہ وہ شخص اس سے دشمنی نہیں کر سکتا۔ اسی بناء پر کہا گیا ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اور خدا کے نبیوں اور رسولوں میں جو ایک قوت جذب اور کشش پائی جاتی ہے اور ہزارہا لوگ ان کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی جان بھی ان پر فدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا سبب یہی ہے۔ کہ بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی ان کے دل میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ماں سے بھی زیادہ انسانوں سے پیار کرتے ہیں۔ اپنے تئیں دکھ اور درد میں ڈال کر بھی ان کے آرام کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ آخر ان کی سچی کشش سعید دلوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیتی ہے۔ پھر جبکہ انسان باوجودیکہ وہ عالم الغیب نہیں۔ دوسرے شخص کی مخفی محبت پر اطلاع پا لیتا ہے۔ تو پھر کیونکر خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ کسی کی خالص محبت سے بے خبر رہ سکتا ہے۔ محبت عجیب چیز ہے۔ اس کی آگ گناہوں کی آگ کو جلاتی اور معصیت کے شعلہ کو بھسم کر دیتی ہے۔ سچی اور ذاتی اور کامل محبت کے ساتھ عذاب جمع ہو ہی نہیں سکتا۔ اور سچی محبت کے علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی فطرت میں یہ بات منقوش ہوتی ہے کہ اپنے محبوب کے قطع تعلق کا اس کو نہایت خوف ہوتا ہے۔ اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ قصور کے ساتھ اپنے تئیں ہلاک شدہ سمجھتا ہے اور اپنے محبوب کی مخالفت کو اپنے لئے ایک زہر خیال کرتا ہے اور نیز اپنے محبوب کے وصال کے پانے کے لئے نہایت بے تاب رہتا ہے۔ اور بُعد اور دوری کے صدمہ سے ایسا گداز ہوتا ہے کہ بس مر ہی جاتا ہے۔ اس لئے وہ صرف ان باتوں کو گناہ نہیں سمجھتا۔ کہ جو عوام سمجھتے ہیں۔ قتل نہ کر۔ خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوری نہ کرے۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ بلکہ وہ ایک ادنیٰ غفلت کو اور ادنیٰ التفات کو جو خدا کو چھوڑ کر غیر کی طرف کی جائے۔ ایک کبیرہ گناہ خیال کرتا ہے۔ اس لئے اپنے محبوب ازلی کے جناب میں دوام استغفار اس کا ورد ہوتا ہے اور چونکہ اس بات پر اس کی فطرت راضی نہیں ہوتی کہ وہ کسی وقت بھی خدا تعالیٰ سے الگ رہے۔ اس لئے بشریت کے تقاضا سے ایک ذرّہ غفلت بھی اگر صادر ہو تو اس کو ایک پہاڑ کی طرح گناہ سمجھتا ہے۔ یہی بھید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے پاک اور کامل تعلق رکھنے والے ہمیشہ استغفار میں مشغول رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے۔ کہ ایک محب صادق اس پر ناراض نہ ہو جائے۔ اور چونکہ اس کے دل میں ایک پیاس لگا دی جاتی ہے۔ کہ خدا کامل طور پر اس سے راضی ہو۔ اس لئے اگر خدا تعالیٰ یہ بھی کہے کہ تجھ سے راضی ہوں۔ تب بھی وہ اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جیسا کہ شراب کے دور کے وقت ایک شراب پینے والا ہر دم ایک مرتبہ پی کر دوسری مرتبہ مانگتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کے اندر محبت کا چشمہ جوش مارتا ہے۔ تو وہ محبت طبعاً تقاضا کرتی ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ خدا کی رضا حاصل ہو۔ پس محبت کی کثرت کی وجہ سے استغفار کی بھی کثرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے کامل طور پر پیار کرنے والے ہر دم ہر لحظہ استغفار کو اپنا ورد رکھتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر معصوم کی یہی نشانی ہے۔ کہ وہ سب سے زیادہ استغفار میں مشغول رہے۔ اور استغفار کے حقیقی معنی یہ ہیں۔ کہ ہر ایک لغزش اور قصور جو بوجہ ضعفِ بشریت انسان سے صادر ہو سکتی ہے۔ اس امکانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے خدا سے مدد مانگی جائے۔ تا خدا کے فضل سے وہ کمزوری ظہور میں نہ آئے۔ اور مستور و مخفی رہے۔ پھر بعد اس کے استغفار کے معنی عام لوگوں کے لئے وسیع کئے گئے۔ اور یہ امر بھی استغفار میں داخل ہوا۔ کہ جو کچھ لغزش اور قصور صادر ہو چکا۔ خدا تعالیٰ اس کے بدنتائج اور زہریلی تاثیروں سے دنیا اور آخرت میں محفوظ رکھے۔ پس نجاتِ حقیقی کا سرچشمہ محبت ذاتی خدائے عزوجل کی ہے۔ جو عجز و نیاز اور دائمی استغفار کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور جب انسان کمال درجہ تک اپنی محبت کو پہنچاتا ہے۔ اور محبت کی آگ سے اپنے جذباتِ نفسانیت کو جلا دیتا ہے۔ تب یکدفعہ ایک شعلہ کی طرح خدا تعالیٰ کی محبت جو خدا تعالیٰ اس سے کرتا ہے۔ اس کے دل پر گرتی ہے۔ اور اس کو سفلی زندگی کے گندوں سے باہر لے آتی ہے اور خدائے حیّ و قیوم کی پاکیزگی کا رنگ اس کے نفس پر چڑھ جاتا ہے۔ بلکہ تمام صفاتِ الٰہیہ سے ظلّی طور پر اس کو حصہ ملتا ہے۔ تب وہ تجلّیاتِ الٰہیہ کا مظہر ہو جاتا ہے"

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۳۷ تا صفحہ ۳۹)

محبتِ الٰہی کے حصول کے طریق

اب حضور مذہب کی اصل غرض بیان کرنے کے ساتھ محبتِ الٰہی کے حصول کے طریق بیان فرماتے ہیں:۔

"مذہب سے غرض یہ ہے۔ کہ انسان اپنے نفس کو ہر ایک بدی سے پاک کر کے اس لائق بنا دے۔ کہ اس کی روح ہر وقت خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گری رہے۔ اور یقین اور محبت اور معرفت اور صدق اور وفا سے بھر جائے۔ اور اس میں ایک خاص تبدیلی پیدا ہو جائے۔ تا اس دنیا میں بہشتی زندگی اس کو حاصل ہو۔۔۔۔ بلکہ حقیقی پاکی تب حاصل ہوتی ہے جب انسان ایک گندی زندگی سے توبہ کر کے ایک پاک زندگی کا خواہاں ہو۔ اور اس کے حصول کے لئے صرف تین باتیں ضروری ہیں

اوّل:۔ تدبیر اور مجاہدہ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ گندی زندگی سے باہر آنے کی کوشش کرے اور دوسرے دعا کہ ہر وقت جناب الٰہی میں نالاں رہے۔ تا وہ گندی زندگی سے اپنے ہاتھ سے اس کو باہر نکالے۔ اور ایک ایسی آگ اس میں پیدا کرے۔ جو بدی کے خس و خاشاک کو بھسم کر دے۔ اور ایک ایسی قوت عنایت کرے۔ جو انسانی جذبات پر غالب آ جائے۔ اور چاہیئے۔ کہ اسی طرح دعا میں لگا رہے۔ جب تک کہ وہ وقت آ جائے۔ کہ ایک الٰہی نور اس کے دل پر نازل ہو۔ اور ایک ایسا چمکتا ہوا شعاع اس کے نفس پر گرے۔ کہ تمام تاریکیوں کو دور کر دے۔ اور اس کی کمزوریاں دور فرمائے۔ اور اس میں پاک تبدیلی پیدا کرے۔ کیونکہ دعاؤں میں بلاشبہ تاثیر ہے۔ اگر مُردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ اور اگر گندے پاک ہو سکتے ہیں۔ تو دعاؤں سے۔ مگر دعا کرنا اور مرنا قریب قریب ہے۔

تیسرا طریق:۔ صحبت کاملین اور صالحین ہے۔ کیونکہ ایک چراغ کے ذریعے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے۔ غرض یہ تین طریق ہی گناہوں سے نجات پانے کے ہیں۔ جن کے اجتماع سے آخر کار فضل شامل ہو جاتا ہے"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴۱ تا صفحہ ۴۲)

محبتِ الٰہی کس طرح پیدا ہوتی ہے

اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں:۔

"اب ہم پھر پہلے کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں۔ کہ نجات کا سرچشمہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ محبت اور معرفت ہے۔ اور معرفت ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جس قدر معرفت زیادہ ہوتی ہے اسی قدر محبت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ محبت کا جوش مارنے کا باعث حسن یا احسان ہے۔ یہ دونوں چیزیں ہیں۔ جن کی وجہ سے محبت جوش مارتی ہے۔ پس جبکہ انسان کو خدا تعالیٰ کے حسن اور احسان کا علم ہوتا ہے اور وہ اس بات کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ کہ وہ ہمارا خدا اپنی لامحدود ذاتی خوبیوں کی وجہ سے کیسا حسین ہے۔ اور پھر کس طرح پر اس کے لامتناہی احسان ہم پر احاطہ کر رہے ہیں۔ تو اس علم کے بعد بالطبع انسان کی وہ محبت جو ازل سے اس کی فطرت میں مرکوز ہے۔ جوش مارتی ہے۔ اور گو محبتِ الٰہی کا تخم ازل سے انسان کی سرشت میں رکھا گیا تھا۔ مگر اس تخم کی آبپاشی معرفت ہی کرتی ہے کیونکہ کوئی محبوب بجز معرفت کے اور بجز تجلیاتِ حسن و جمال اور اخلاق اور وصال کے کسی عاشق کو اپنی طرف کھینچ نہیں سکتا۔ اور جب معرفت تامہ حاصل ہو جاتی ہے۔ تبھی وہ وقت آتا ہے۔ کہ محبت الٰہی کا ایک چمکتا ہوا شعلہ انسان کے دل پر گرتا ہے اور یکدفعہ اس کو خدا تعالیٰ کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ تب انسانی روح محبوب ازلی کے آستانہ پر عاشقانہ انکسار کے ساتھ گرتی ہے اور حضرتِ احدیت کے دریائے ناپیدا کنار میں غوطہ لگا کر ایسی پاک و صاف ہو جاتی ہے۔ کہ تمام سفلی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور ایک نورانی تبدیلی اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے تب وہ روح ناپاک باتوں سے ایسی نفرت کرتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کو نفرت ہے اور خدا کی رضا اس کی رضا ہوتی ہے اور خدا کی خوشنودی اس کی خوشنودی ہو جاتی ہے"۔

چشمہ مسیحی صفحہ ۴۲، صفحہ ۴۳

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"بعد اس کے واضح ہو۔ کہ اگرچہ قرآن کریم نے حقیقت اسلامیہ کی تحصیل کے لئے بہت سے وسائل بیان فرمائے ہیں۔ مگر درحقیقت ان سب کا مآل دو قسم پر ہی جا پڑتا ہے۔ اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی مالکیتِ تامہ اور اس کی قدرتِ تامہ اور اس کی حکومتِ تامہ اور اس کے علم تام اور اس کے حساب تام اور نیز اس کے واحد لاشریک اور حیّ و قیوم اور حاضر و ناظر ذوالاقتدار اور ازلی ابدی ہونے میں اور اس کی تمام قوتوں اور طاقتوں اور جمیع جلال و کمال کے ساتھ یگانہ ہونے میں پورا پورا یقین ہو جائے۔ یہاں تک کہ ہر ایک ذرّہ اپنے وجود اور اس تمام عالم کے وجود کا اس کے تصرف اور حکم میں دکھائی دے۔۔۔۔۔

یہاں تک کہ اس کی عظمت اور کبریائی اور تمام نفسانی جذبات کو اپنی قہری شعاعوں سے مضمحل اور خیرہ کر کے ان کی جگہ لے۔ اور ایک دائمی رعب اپنے دل پر چھا دیوے اور اپنے قہری حملہ سے نفسانی سلطنت کے تخت کو خاک مذلت میں پھینک دیوے۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیوے اور اپنے خوفناک کرشموں سے غفلت کی دیواروں کو گرا دیوے اور تکبر کے مینار کو توڑ دیوے۔ اور ظلمت بشری کی حکومتیں وجود انسانی کی دارالسلطنت سے بکلی اٹھا دیوے اور جو جذباتِ نفسِ امّارہ کہ طبیعت انسانی پر حکومت کرتے تھے۔ اور با عزت سمجھے گئے تھے۔ ان کو ذلیل اور خوار اور ہیچ اور بے مقدار کر کے دکھا دیوے۔

دوئم:۔ یہ کہ اللہ جلّ شانہٗ کے حسن و احسان پر اطلاع وافر پیدا کرے کیونکہ کامل درجہ کی محبت یا تو حسن کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یا احسان کے ذریعہ سے۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ جلّ شانہٗ کا حسن اس کی ذات اور صفات کی خوبیاں ہیں اور خوبیاں یہ ہیں۔ کہ وہ خیر محض ہے اور مبداء ہے جمیع فیضوں کا۔ اور مصدر ہے تمام خیرات کا۔ اور جامع ہے تمام کمالات کا۔ اور مرجع ہے ہر یک امر کا۔ اور موجد ہے تمام وجودوں کا۔ اور علّت العلل ہے ہر یک مؤثر کا جس کی تاثیر یا عدم تاثیر ہر یک وقت اس کے قبضہ میں ہے۔ اور واحد لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور اقوال میں اور افعال میں اور تمام کاموں میں اور ازلی اور ابدی ہے اپنی جمیع صفات کاملہ کے ساتھ بڑا ہی نیک اور بڑا ہی رحیم۔ باوجود قدرت کاملہ سزا دہی کے ہزاروں برسوں کی خطائیں ایک دم کے رجوع میں بخشنے والا۔ بڑا ہی حلیم اور بردبار اور پردہ پوش کروڑہا نفرت کے کاموں اور مکروہ گناہوں کو دیکھنے والا اور ہر جگہ نہ پکڑنے والا اگر اس کا روحانی جمال تمثیل کے طور پر ظاہر ہو۔ تو ہر یک دل پروانہ کی طرح اس پر گرے۔ پر اس نے اپنا جمال غیروں سے چھپایا اور انہی پر ظاہر کیا۔ جو صدق سے اس کو ڈھونڈتے ہیں۔ اس نے ہر یک خوبصورت چیز پر اپنے حسن کا پرتو ڈالا۔ اگر آفتاب ہے یا ماہتاب یا وہ سیارے جو چمکتے ہوئے نہایت پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ یا خوبصورت انسانوں کے منہ جو دلکش اور ملیح دکھائی دیتے ہیں۔ یا وہ تازہ اور تر بتر اور خوشنما پھول جو اپنے رنگ اور بُو اور آب و تاب سے دلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ یہ درحقیقت ظلی طور پر اُس حسن لازوال سے ایک ذرہ کے موافق حصہ لیتے ہیں۔ وہ حسن ظن اور وہم اور خیال نہیں۔ بلکہ یقینی اور قطعی اور نہایت روشن ہے۔ جس کے تصور سے تمام نظریں خیرہ ہوتی ہیں۔ اور پاک دل اس طرف کھینچے جاتے ہیں"

(آئینہ کمالات ۔۔۔۔ صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۳)

محبتِ الٰہی کس طرح پیدا ہوتی ہے

جو لوگ خدا کی مرضی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اپنے مالوں سے پیار کرتے ہیں۔ وہ خدا کی نظر میں بدکار ہیں۔ وہ ضرور ہلاک ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے غیر کو خدا پر مقدم رکھا۔ یہی وہ تیسرا مرتبہ ہے۔ جس میں وہ شخص باخدا بنتا ہے۔ کیونکہ جو اس کے لئے ہزاروں بلائیں خریدے۔ اور خدا کی طرف ایسے صدق اور اخلاص سے جھک جائے کہ خدا کے سوا کوئی اس کا نہ رہے۔ گویا سب مر گئے۔ پس سچ تو یہ ہے کہ جب تک ہم خود نہ مریں زندہ خدا نظر نہیں آسکتا۔ خدا کے ظہور کا دن وہی ہوتا ہے کہ جب ہماری جسمانی زندگی پر موت آوے۔ ہم اندھے ہیں۔ جب تک غیر کے دیکھنے سے اندھے نہ ہو جائیں۔ ہم مردہ ہیں جب تک خدا کے ہاتھ میں مردہ کی طرح نہ ہو جائیں۔ جب ہمارا منہ ٹھیک ٹھیک اس کے محاذات میں پڑے گا۔ تب وہ واقعی استقامت جو تمام نفسانی جذبات پر غالب آتی ہے۔ ہمیں حاصل ہوگی۔ اس سے پہلے نہیں۔ اور یہی وہ استقامت ہے جس سے نفسانی زندگی پر موت آجاتی ہے۔ ہماری استقامت یہ ہے کہ جیسا کہ فرماتا ہے کہ .... کہ قربانی کی طرح میرے آگے گردن رکھ دو۔ ایسا ہی ہم اس وقت درجہ استقامت حاصل کریں گے کہ جب ہمارے نفس کی تمام قوتیں اسی کے کام میں لگ جائیں اور ہماری موت اور ہماری زندگی اسی کے لئے ہو جائے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے .... یعنی کہہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے ہے۔ اور جب انسان کی محبت خدا کے ساتھ اس درجہ تک پہنچ جائے۔ کہ اس کا مرنا اور جینا اپنے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہو جائے۔ تب وہ خدا جو ہمیشہ سے پیار کرنے والوں کے ساتھ پیار کرتا آیا ہے۔ اپنی محبت کو اس پر اتارتا ہے اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے۔ جس کو دنیا نہیں پہچانتی اور نہ سمجھ سکتی ہے۔ اور ہزاروں صدیقوں اور برگزیدوں کا خون اسی لئے ہوا۔ کہ دنیا نے ان کو نہیں پہچانا۔ وہ اسی لئے مکار اور خود غرض کہلائے۔ کہ دنیا ان کے نورانی چہرہ کو دیکھ نہ سکی۔ جیسا کہ فرماتا ہے .... یعنی وہ جو منکر ہیں تیری طرف دیکھتے تو ہیں۔ مگر تو انہیں نظر نہیں آتا۔ غرض جب وہ نور پیدا ہوتا ہے۔ تو اس نور کی پیدائش کے دن سے ایک زمینی شخص آسمانی ہو جاتا ہے۔ وہ جو ہر ایک وجود کا مالک ہے اس کے اندر بولتا ہے۔ اور اپنی الوہیت کی چمکیں دکھلاتا ہے۔ اور اس کے دل کو جو پاک محبت سے بھرا ہوا ہے۔ اپنا تخت گاہ بناتا ہے۔ اور جب ہی سے یہ شخص ایک نورانی تبدیلی پا کر ایک نیا آدمی ہو جاتا ہے۔ وہ اس کے لئے ایک نیا خدا ہو جاتا ہے۔ اور نئی عادتیں اور نئی سنتیں ظہور میں لاتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ نیا خدا ہے یا عادتیں نئی ہیں۔ مگر خدا کی عام عادتوں سے وہ الگ عادتیں ہوتی ہیں۔ جو دنیا کا فلسفہ ان سے آشنا نہیں۔ اور یہ شخص جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے یعنی انسانوں میں وہ اعلیٰ درجہ کے انسان ہیں۔ جو خدا کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی جان بیچتے ہیں۔ اور خدا کی مرضی کو مول لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن پر خدا کی رحمت ہے۔ ایسا ہی وہ شخص جو روحانی حالت کے اس مرتبہ تک پہنچ گیا ہے۔ خدا کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تمام دکھوں سے وہ شخص نجات پاتا ہے۔ جو میری راہ میں اور میری رضا کی راہ میں جان کو بیچ دیتا ہے۔ اور جانفشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ وہ خدا کا ہے۔ اور اپنے تمام وجود کو ایک ایسی چیز سمجھتا ہے جو طاعت خالق اور خدمت مخلوق کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور پھر حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق ہیں۔ ایسے شوق و ذوق و حضور دل سے بجا لاتا ہے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے محبوب حقیقی کو دیکھ رہا ہے۔ اور ارادہ اس کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہمرنگ ہو جاتا ہے۔ اور تمام لذت اس کی فرمانبرداری میں ٹھہر جاتی ہے۔ اور تمام اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتظاظ کی کشش سے ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ وہ نقد بہشت ہے۔ جو روحانی انسان کو ملتا ہے۔ اور وہ بہشت جو آئندہ ملے گا وہ درحقیقت اسی کے اظلال اور آثار ہیں۔ جس کو دوسرے عالم میں قدرت خداوندی جسمانی طور پر متمثل کرکے دکھلائے گی۔"

محبت الٰہی پیدا کرنے کیلئے جماعت کو نصیحت

نفس کو پاک کرنے اور محبت الٰہی کے لئے اس میں جگہ بنانے کے لئے حضرت اقدس بانی سلسلہ نے اپنی جماعت کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"خدا کے لئے سب پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو۔ جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے۔ اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی۔ کچھ آگ کے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔"

(رسالہ جہاد صفحہ ۱۳ تا ۱۶)

اسی طرح جماعت کو تعلیم دیتے ہوئے (التعلیم للجماعۃ) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا۔ اور نامراد ہو گیا جس نے اس کو بدی میں دھنسا دیا۔ اور صرف بیعت کر لینے کو ہی کافی نہ سمجھو۔ بغیر پاکیزگی اور تزکیہ کے اور تم فطرت کی تیاری کے بغیر ایسی دختر کی طرح ہو۔ جس کی شادی بلوغت سے قبل ہو گئی ہو۔ اور تم معرفت کا چشمہ ان لوگوں میں تلاش نہ کرو۔ جن کو بصیرت کی آنکھ نہیں دی گئی۔ اور میرے ساتھ اسی طرح تعلق پکڑو۔ جس طرح شگوفہ درخت کے ساتھ پکڑتا ہے تاکہ تم شگوفہ سے پھل بن جاؤ۔ تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اے عقلمندو۔ اس کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنی باگ شہوات کی طرف موڑ لی ہو۔ اور تم اس رب کی عظمت کو نہ بھول جاؤ جو تمہاری ہر حرکت کو دیکھتا ہے۔ اللہ نہیں محبت کرتا مگر صاف دلوں کے ساتھ اور پاک نفسوں کے ساتھ اور انتہائی کوشش کرنے والی ہمتوں کے ساتھ۔ پس جب تم اس طریق کو چھوڑتے ہو تو اس کی نگاہ میں ردی چیز کی طرح ہو جاتے ہو۔ پس تم سستی اور غافلوں کی زندگی سے بچو۔ اور اپنے رب کو راضی کرو۔ اس کے حضور کھڑے ہو کر اور سجدے کر کے اس طرح کہ تمہیں چین نہ آئے اور اس کے حدود کی حفاظت کرو۔ اور خالص بندے بن جاؤ۔ اور چاہیئے کہ اس کریم کے ذکر سے جو تمہارا حقیقی غمگسار ہے۔ تمہارے غم دور ہو جائیں اور تمہیں نیند کس طرح آتی ہے۔ حالانکہ ڈر کے وقت تمہارا توکل اس خلاق پر نہیں ہے۔ تم نور کی پیروی کرو اور رات کے چلنے کو ترجیح نہ دو۔ اور اللہ کے چہرے کی طرف دیکھو۔ اور مخلوق کی طرف نہ دیکھو۔ زمین کے حکام کا بھی شکریہ ادا کرو اور اس حاکم کو بھی نہ بھول جاؤ۔ جو آسمان میں ہے اور کوئی تمہیں نفع نہیں دے سکتا۔ مگر جب تمہارا رب ارادہ کرے۔ پس تم اپنے رب سے دور نہ ہو۔ اے عقلمندو۔ تم دیکھتے ہو کہ مخلوق میں کس طرح تلواریں رکھی گئی ہیں۔ اور پے در پے موتیں آرہی ہیں۔ اور تم قضاء و قدر کے حملے اور لوگوں کی بے تابی کو دیکھتے ہو۔ پس تمہارے لئے ضروری ہے کہ رکن شدید کی طرف پناہ لو۔ اور وہ اللہ ہے جو کہ قوی ہے۔ اور عرش مجید والا ہے۔ اللہ کے لئے ہو جاؤ اور امان میں داخل ہو جاؤ۔ اور آج اللہ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ اے جوانو! زمینی حیلوں کے ساتھ اپنے نفسوں کو دھوکا مت دو۔ کیونکہ اب معاملہ سارا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اے دانشمندو اپنے اور حضرت عزت کے درمیان فرق نہ رکھو۔ کیونکہ پھر اس کی طرف سے بھی فرق ہو جائے گا۔ اور تم ذلت کے ساتھ ہلاک کئے جاؤ گے۔ اس رحمٰن کے سوا باقیوں سے اپنی امید قطع کر دو۔ وہ تم پر رحم کرے گا۔ اور تمہیں آگوں سے نجات دے گا۔ میں آسمان پر غضب دیکھتا ہوں۔ پس ڈرو اللہ کے بندو اس رب کے غضب سے اور آسمان سے فضل تلاش کرو۔ اور گوہ کی طرح زمین کی طرف نہ جھک جاؤ۔ طلب میں انتہا کر دو اور حاجت پوری کرنے میں اصرار پورا کرو۔ تو تم بیقراری سے نجات پاؤ گے۔"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۹۶ تا ۱۰۸)

(جاری ہے)

تقریب شادی

عزیزم ڈاکٹر تنویر احمد ابن چوہدری محمد اشرف ریٹائرڈ ونگ کمانڈر کا نکاح عزیزہ امۃ الحفیظ بنت چوہدری مبارک احمد نصیر محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ کے ساتھ مورخہ ۲۰ نومبر بعد نماز مغرب چوہدری محمد شریف صاحب سابق مربی گیمبیا نے بیت النصر میں پڑھا۔ یکم دسمبر کو رخصتانہ ہوا۔ مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے دعا کرائی اور ۲ دسمبر کو دعوت ولیمہ منعقد ہوئی جس میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے دعا کرائی۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر دو خاندانوں کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین

(مشتاق احمد ظہیر)
شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم مولانا عبدالمنان شاہد صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

خاکسار کے والد محترم عبدالمنان شاہد صاحب مربی سلسلہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو کراچی میں وفات پا گئے تھے۔ ۱۷ اکتوبر کو بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

ابتدائی حالات محترم والد صاحب مرحوم حضرت میاں خیر دین صاحب مرحوم (رفیق حضرت اقدس بانی سلسلہ) کے بیٹے تھے اور قادیان کے قریب ایک گاؤں قادر آباد میں ۳۱ دسمبر ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب اور بڑے بھائی محترم مولانا صدر الدین صاحب مرحوم (سابق مربی ایران) سے حاصل کی۔ بعد ازاں ۱۹۳۶ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے اور ۱۹۵۲ء میں جامعہ احمدیہ سے مولوی فاضل اور شاہد کا امتحان پاس کرنے کے بعد اپنی زندگی خدماتِ سلسلہ کے لئے وقف کر دی۔

ایک دعا اور خواب والد صاحب کے ایک بڑے بھائی عبدالمنان جو نہایت ہی خوبصورت اور گورے رنگ کے تھے اور ایک مرض میں مبتلا تھے ہماری دادی جان سلطان بی بی صاحبہ مرحومہ نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ "اے خدا مجھ سے میرے اس بیٹے کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔ یہ تو تیری امانت ہے تو اس کے بدلے مجھے کوئی کالے رنگ کا لڑکا ہی دے دے جو نیک ہو اور دین کا کام کرنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ نے محترمہ دادی جان کی یہ دعا سنی اور اس بیٹے کے نعم البدل کے طور پر دوسرا بیٹا عطا فرمایا جس کا نام حضرت اماں جان نے "عبدالمنان" ہی رکھا۔

ہمارے تایا جان حضرت مولانا صدر الدین صاحب مرحوم جنہوں نے ابا جان کی تعلیم و تربیت اور دعاؤں سے مدد فرمائی تھی۔ انہوں نے ابا جان کے متعلق جب کہ وہ ابھی چھوٹے بچے ہی تھے خواب میں دیکھا کہ ہماری دادی جان سلطان بی بی صاحبہ نے ابا جان کو ایک بڑا گلاس دودھ کا دیا ہے۔ یہ خواب اس طرح پورا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ابا جان کو محض اپنے فضل سے دینی علم حاصل کرنے اور زندگی وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

پہلی تقرری محترم والد صاحب جامعہ احمدیہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد پہلی دفعہ ۱۹۵۳ء میں فیصل آباد میں مربی سلسلہ متعین ہوئے۔ پھر ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، علی پور، لیہ، ملتان، اوکاڑہ میں خدمت کا موقع ملا۔ پھر کچھ عرصہ ربوہ میں زود نویسی کے شعبہ سے وابستہ رہے۔ بعد ازاں گجرات، ساہیوال اور کراچی میں نہایت ہی مؤثر اور فعال رنگ میں بطور مربی سلسلہ احمدیہ، خدمتِ دین اور درس و تدریس میں آخر دم تک مصروف رہے

اشاعتِ کتب ایک خادم سلسلہ ہونے کے ناطے محترم والد صاحب کی یہ خواہش تھی کہ میں آخر دم تک دین کی خدمت کرتا رہوں۔ یہاں تک کہ میرے مرنے کے بعد بھی میری یہ خدمت جاری رہے۔ چنانچہ اس خواہش کے تحت آپ نے بعض کتب بھی تصنیف فرمائیں جن میں سے قابلِ ذکر مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ انصاف پسند اصحاب کی نظر میں (۲) شہادت فریدی (۳) برکات درود و سلام (۴) سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے عربی قصیدہ کا لفظی اور با محاورہ اردو ترجمہ (۵) ارفع مقام صلی اللہ علیہ وسلم (پریس میں شائع ہونے کیلئے دی ہوئی ہے) (۶) آفتاب ابنیاء (۷) وہ آیا منتظر جس کے تھے دن رات (۸) نماز مترجم اور ضروری ہدایات۔

اس کے علاوہ آپ نے متعدد مضامین بھی تالیف فرمائے جو مختلف ملکی اور جماعتی اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئے۔ دین حق کی خدمات کے علاوہ قیام پاکستان کے وقت بھی آپ کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ آپ تین ماہ تک فرقان فورس میں بھی کام کرتے رہے

خصائلِ حمیدہ والد صاحب مرحوم تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے، منکسر المزاج، مہمان نواز سادہ زندگی بسر کرنے والے تھے۔ نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے۔ گزشتہ سال بھر سے روزانہ صلوٰۃ التسبیح ادا کر رہے تھے۔ ہر وقت زبان پر ذکر الٰہی جاری رہتا۔ دعا گو اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ ہر سال رمضان میں اعتکاف بھی بیٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر نماز شکرانہ ادا فرماتے۔ صدقہ و خیرات کثرت سے ادا کرتے۔ سچی خوابیں بھی آپ کو کثرت سے آیا کرتی تھیں۔ نظام جماعت سے وابستگی اور اطاعت و فرمانبرداری اُن کا طرّۂ امتیاز تھا۔ آپ نامساعد حالات میں خدا تعالیٰ پر توکل اور قناعت پسندی کے گُر کو اپنا کر کسی قسم کا شکوہ زبان پر نہ لاتے اور اپنے تمام معاملات کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتے تھے۔ آپ عربی، فارسی زبان کے بھی ماہر تھے

شادی اور اولاد آپ اپنے چھ بہن بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے تھے۔ اس وقت صرف ایک بھائی چوہدری عبد المغنی صاحب آف لندن حیات ہیں۔ آپ کی شادی محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری نظام دین صاحب مرحوم آف چشتیاں ضلع بہاولنگر سے ہوئی جن کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے خاکسار عبد الشکور شاہد۔ عبد الحلیم شاہد۔ عبد الباقی شاہد اور تین بیٹیاں۔ امۃ الباسط شاہدہ اہلیہ مبشر احمد بٹ صاحب۔ امۃ النصیر نشری قمر النساء شمسہ عنایت کیں۔ صرف ایک بیٹی کی شادی ہوئی ہے جبکہ باقی سارے بچے زیر تعلیم ہیں۔ آپ کو اپنی بیوی بچوں اور دونوں نواسیوں سے بہت محبت تھی۔ اگر ہمیں کوئی مشکل پیش آتی تو ہمارے لئے دن رات دعاؤں میں لگے رہتے تھے۔ غرضیکہ بہت ہی شفیق اور ہمدرد باپ تھے۔

احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ابا جان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنی کامل رضاء سے نوازے اور ہمیشہ اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا چلا جائے۔ اور ہمیں صبر کرنے اور ابا جان کے نقشِ قدم پر چلنے کی طاقت اور توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارا حافظ و ناصر ہو آمین۔

(عبد الشکور شاہد دستگیر کراچی)

اطلاعات و اعلانات

قرارداد تعزیت

سٹینڈنگ کمیٹی صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کا ایک خصوصی اجلاس ۲۵ نومبر ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا جس میں کمیٹی کے فاضل رکن محترم ملک مبارک احمد صاحب استاذ جامعہ احمدیہ کی وفات پر ایک قرارداد تعزیت منظور کی گئی۔ قرارداد میں محترم ملک صاحب کی وفات پر دلی دکھ اور درد کا اظہار کیا گیا اور ان کی خدمات کو سراہا گیا۔ قرارداد میں کہا گیا

مرحوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک نہایت مخلص اور فدائی خادم تھے۔ جو ہر قسم کی خدمت کے مواقع پر پیش پیش رہتے تھے۔ بہت منکسر المزاج اور خلیق انسان تھے عربی کے متبحر عالم اور مصنف تھے آپ کی عربی دانی کے اہل عرب بھی معترف تھے ۱۹۵۵ء میں سیدنا حضرت فضل عمر کے مبارک سفر کے دوران محترم ملک صاحب کو بھی حضور کی معیت کا شرف حاصل ہوا آپ کی جامعہ احمدیہ میں بطور استاد خدمات کا عرصہ قریباً ۳۵ سال پر محیط ہے لمبے عرصہ تک عربی رسالہ "البشریٰ" کے مدیر رہے۔ اور حضرت اقدس بانی سلسلہ کی بہت سی کتب کا عربی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

محترم ملک صاحب مرحوم نہایت نیک خصلت۔ دعا گو۔ عبادت گزار اور خاموش طبع درویش صفت انسان تھے اور آپ نے اپنا سارا وقت خدمت دین میں لگا کر اپنے عہد وقف کو خوب نبھایا۔

مرحوم نے سٹینڈنگ کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے بھی گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور مفوضہ امور بڑی توجہ محنت اور محبت سے بجا لائے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم ملک صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اُن کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو (آمین)

درخواست دعا

● میرے نواسے نصیب احمد افضل کا گلے کا اپریشن مورخہ ۴/۱۲/۸۸ بروز اتوار فیصل آباد میں ہو رہا ہے۔ احباب جماعت سے بچے کی شفایابی اور کامیاب اپریشن کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبد القدیر کارکن دفتر دار القضاء ربوہ)

محترمہ بیگم ڈاکٹر منیر احمد صاحب برین ہیمرج کی وجہ سے بیمار ہیں۔ اور میو ہسپتال لاہور میں داخل ہیں موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

(سلطان احمد مبشر۔ ربوہ)

خاکسار کے برادر اصغر چوہدری ذوالفقار احمد صاحب بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے موصوف کی صحتِ کاملہ کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(ریاض احمد۔ کارکن جوبلی فنڈ)

دعائے مغفرت

میری والدہ محترمہ ہدایت بی بی صاحبہ زوجہ مکرم و محترم ماسٹر بشیر احمد صاحب آف چار کوٹ (راجوری مقبوضہ کشمیر) حال گرمولہ ورکاں (گوجرانوالہ) تقریباً ایک ماہ کی شدید علالت کے بعد مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۸ء کو بعمر تقریباً پچھتر سال وفات پا گئیں۔

مرحومہ ایک ہمدرد، شفیق، دوسروں کے لئے حساس دل رکھنے والی۔ ہر حال میں صابر و شاکر و تہجد گزار۔ چندوں میں باقاعدگی رکھنے والی مخلص احمدی تھیں۔ موصیہ ہونے کی بناء پر ۲۵ نومبر بروز جمعۃ المبارک بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔

جملہ قارئین کرام سے مرحومہ کی مغفرت، بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

(عبد الودود طارق ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل ۲۶۷۸۲ میں امۃ الرشید زوجہ مرزا لطیف احمد صاحب قوم کھوکھر پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی ساکن دارالعلوم جنوبی ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۷-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) سلائی مشین مالیتی ۳۰۰/- روپے (۲) حق مہر ۶۰۰۰/- روپے بذمہ خاوند۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ: امۃ الرشید زوجہ مرزا لطیف احمد صاحب دارالعلوم جنوبی ربوہ۔ گواہ شد (۱) مرزا لطیف احمد صاحب خاوند موصیہ وصیت ۱۵۶۹۷۔ گواہ شد (۲) حفیظ احمد شوکت وصیت ۲۲۳۸۷۔

مسل ۲۶۷۸۳ میں شریفہ بیگم زوجہ بشیر احمد صاحب قوم جٹ کاہلوں پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال بیعت پیدائشی ساکن دارالعلوم جنوبی ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۸-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر ۱۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ: شریفہ بیگم ۲۱/۲۱ دارالعلوم جنوبی ربوہ۔ گواہ شد (۱) محمد صدیق ولد عبدالحق صاحب دارالعلوم جنوبی۔ گواہ شد (۲) طارق محمود ولد چوہدری عبدالحق صاحب دارالعلوم جنوبی ربوہ۔

مسل ۲۶۷۸۴ میں وسیم احمد سروعہ ولد رشید احمد سروعہ قوم جٹ پیشہ مربی سلسلہ عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی ساکن فیکٹری ایریا ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳-۷-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ ۶۷۲/- روپے ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد: وسیم احمد سروعہ ولد چوہدری رشید احمد سروعہ فیکٹری ایریا ربوہ۔ گواہ شد (۱) بشارت احمد ناصر وصیت ۲۲۷۲۴ گواہ شد (۲) طفیل احمد تنویر وصیت ۲۳۶۴۴۔

مسل ۲۶۷۸۵ میں ریحانہ رشید بنت رشید احمد سروعہ قوم جٹ پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی ساکن فیکٹری ایریا ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳-۷-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ: ریحانہ رشید ۷/۳۶ فیکٹری ایریا ربوہ۔ گواہ شد (۱) عبدالغنی شاہ صاحب وصیت ۵۸۷۷۔ گواہ شد (۲) رشید احمد والد موصیہ ۲۵۵۵۵۔

مسل ۲۶۷۸۶ میں آنسہ فہیم زوجہ فہیم احمد خالد قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی ساکن فیکٹری ایریا ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۸-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) حق مہر بذمہ خاوند ۶۰۰۰/- روپے (۲) طلائی زیور ۴۰ گرام مالیتی ۱۱۰۰۰/- روپے (۳) گھڑی مالیتی ۵۵۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ: آنسہ فہیم زوجہ فہیم احمد خالد فیکٹری ایریا ربوہ۔ گواہ شد (۱) احمد الدین وصیت ۱۱۰۰۰۔ گواہ شد (۲) سید عبدالغنی شاہ صاحب وصیت ۵۸۷۷

مسل ۲۶۷۸۷ میں طیبہ بشریٰ بنت چوہدری نذیر احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی ساکن دارالنصر غربی ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۷-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۲۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ: طیبہ بشریٰ بنت چوہدری نذیر احمد ۲۸/۲۱ دارالنصر غربی ربوہ۔ گواہ شد (۱) طاہر محمود احمد وصیت ۲۵۷۵۷ گواہ شد (۲) چوہدری نذیر احمد والد موصیہ

مسل ۲۶۷۸۸ میں سردار بیگم اہلیہ صوبیدار محمد شریف صاحب قوم جوئیہ پیشہ خانہ داری عمر ۴۳ سال بیعت پیدائشی ساکن دارالفتوح ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵-۷-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) طلائی بالیاں ایک جوڑی وزنی ایک تولہ مالیتی ۳۵۰۰/- (۲) سلائی مشین اعدد ۵۰۰/- روپے (۳) حق مہر بذمہ خاوند ۱۵۰۰/- روپے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ: سردار بیگم اہلیہ صوبیدار محمد شریف دارالفتوح ربوہ۔ گواہ شد (۱) برکات احمد وصیت ۱۲۲۷۹۔ گواہ شد (۲) عنایت اللہ وصیت ۱۶۷۹۱۔

بقیہ: وفاقی کابینہ

جناب سید صالح فیصل حیات تجارت۔ بلدیہ۔ جناب امیر حیدر کاظمی صحت تعلیم۔ جناب جہانگیر بدر ہاؤسنگ سائنس۔ جناب صاحبزادہ یعقوب خان خارجہ۔ جناب یعقوب جدون۔ وزرائے مملکت۔ کرنل ریٹائرڈ غلام سرور چیمہ۔ دفاع جناب جاوید جبار اطلاعات۔ میر باز محمد خان۔ راجہ شاہد ظفر۔ طارق رحیم۔ خان بہادر خان۔ احسان الحق پراچہ۔

مشیر۔ جناب راؤ عبدالرشید اسٹیبلشمنٹ۔ ایم ڈی جعفری۔ خزانہ۔ اقبال اخوند قومی رابطہ سلامتی اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار۔ افسران بکار خاص میجر جنرل ریٹائرڈ نصیر اللہ خان بابر۔ خالد احمد خان۔

چندہ عام، حصہ آمد
چندہ جلسہ سالانہ بروقت ادا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی قوم کی تباہی اور ترقّی کا دار و مدار اس قوم کی عورتوں پر ہے

اگر بچّوں کی تربیت اچھّی نہ ہو تو قوم ضرور ایک نہ ایک دن تباہ ہو جاتی ہے

اگر خدا نخواستہ جماعت احمدیہ میں کوئی خرابی واقع ہوئی تو اسکی ذمہ دار عورتیں ہی ہونگی۔ (حضرت فضل عمر کے ارشادات)

"ہمارے ملک میں ایک کہانی مشہور ہے بلکہ اس کے متعلق ایک ضرب المثل بنی ہوئی ہے کہ کوا ہنس کی چال چلا اور اپنی بھی بھول گیا۔ کہانی یوں بیان کرتے ہیں کہ کسی کوّے نے ہنسوں کی چال جو دیکھی تو وہ اسے پسند آئی۔ اس نے کہا کہ میری چال اچھی نہیں آخر اس نے کچھ ہنسوں کے پر اٹھائے اور اپنے پروں میں اڑس لیے اور لگا ان کی سی چال چلنے۔ مگر وہ انکی چال کب چل سکتا تھا۔ ہنسوں نے اسے اجنبی پرندہ سمجھ کر اسے مارنا شروع کیا۔ یہ وہاں سے نکل کر اپنے کوّوں میں آشامل ہوا۔ مگر چونکہ یہ کچھ مدت ہنسوں کی چال چل کر اپنی بھی بھول گیا تھا اس لیے کوّوں نے بھی اسے چونچیں مار مار کر اپنے میں سے باہر کیا۔ اب یہ اکیلا رہ گیا۔ نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا رہا۔ نہ ہنسوں نے اسے ساتھ ملایا نہ کوّوں نے اسے شامل کیا......

میری غرض اس تمہید سے یہ ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ نے عورت کو فکر اور دل و دماغ بخشا ہے تاکہ وہ عرفان حاصل کرے وہاں مردوں اور عورتوں میں اختلاف و اشتراک بھی رکھا اور مردوں کو اپنے اختلاف دیکھتے ہوئے اپنے کام کرنے چاہئیں اور عورتوں کو اپنے۔ ہاں جن باتوں میں اشتراک ہے وہ مرد اور عورت دونوں پر فرض ہیں۔ مثلاً جہاں مرد کے لیے نماز روزہ، حج، زکوٰۃ فرض ہیں وہاں عورتوں پر بھی یہ فرض ہیں تا دونوں اپنے اپنے اعمال کی جزا و سزا حاصل کریں اور یہ قانون بھی خدا تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت ہے لیکن جہاد کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جہاد عورتوں پر فرض نہیں مجھے صرف مردوں کیلئے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہاں جنگ میں عورتیں مرہم پٹی کر سکتی ہیں۔

اصل ذمہ داری عورتوں پر بچوں کی تعلیم و تربیت کی ہے اور یہ ذمّہ داری جہاد کی ذمہ داری سے کچھ کم نہیں۔ اگر بچوں کی تربیت اچھی ہو تو قوم کی بنیاد مضبوط ہو جاتی ہے اور قوم ترقی کرتی ہے۔ اگر ان کی تربیت اچھی نہ ہو تو قوم ضرور ایک نہ ایک دن تباہ ہو جاتی ہے۔ پس کسی قوم کی ترقی اور تباہی کا دار و مدار اس قوم کی عورتوں پر ہی ہے۔ اگر آجکل کی مائیں اپنی اولادوں کی تربیت اسی طرح کرتیں جس طرح صحابیات نے کی تو کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ ان کے بچے بھی ویسے ہی قوم کے جان نثار سپاہی ہوتے جیسے کہ صحابیات کی اولادیں تھیں۔ اگر آج بھی خدا نخواستہ جماعتِ احمدیہ میں کوئی خرابی واقع ہوئی تو اس کی عورتیں ہی ذمہ دار ہوں گی۔

الغرض ماؤں کی یہ ذمہ داری اسقدر اہم ہے کہ اگر مخلص مرد چاہیں کہ وہ اپنی اولادوں کی تربیت کریں تو ان میں ایسا کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ کیونکہ بچوں کی تربیت کرنے کی طاقت اور ملکہ عورت میں ہی ہے اس لیے تمہیں چاہئیے کہ اپنی اس اہم ذمہ داری کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کردو بلکہ پوری توجہ سے اس فریضہ کو ادا کرو" (الازھار)

خوشخبری

اہل ربوہ کیلئے نادر موقعہ

چاول باستی اعلیٰ ۶/۶۰ روپے فی کلوگرام

احمد نگر شیلر

چاول باستی اعلیٰ ۶/۵ روپے فی کلوگرام

رضیہ مارکیٹ کالج روڈ ربوہ

محمد سعید اینڈ سنز رائس ڈیلر سرگودہا روڈ احمد نگر

الفضل کے خریداران سے ضروری التماس

ادارہ الفضل ہفتہ میں الفضل کا ایک شمارہ خطبہ نمبر کے طور پر شائع کرتا ہے۔ جس میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن شائع کیا جاتا ہے۔ الفضل کے ایسے خریداران جن کے خریداری نمبر کے ساتھ انگریزی حرف K لکھا ہوتا ہے، ان کو صرف خطبہ نمبر ہی بھجوایا جاتا ہے۔ اگر ایسے خریدار روزانہ اخبار کے مستقل خریدار بننا چاہتے ہوں تو وہ اپنے خریداری نمبر اور اپنے شہر کے پوسٹ کوڈ نمبر سے ادارہ کو مطلع فرمائیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

ایک نئے عزم کیساتھ ربوہ میں سب سے پہلا ادارہ

احمد اسٹیٹس ربوہ رجسٹرڈ

عنقریب ایک بہت بڑے رہائشی منصوبہ کا اقساط پر دینے کا اعلان کرنیوالا ہے۔ نیز زرعی و سکنی ربوہ و ماحول ربوہ میں جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ

فون دفتر ۵۳۵ گھر: ۴۳۶

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

ہمدردانہ مشورہ اور قابل اعتماد اصولی علاج کے لیے

مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ)

گولبازار ربوہ فون: ۶۳۴

مکمل فہرست ادویہ مع جنتری مفید طبی معلومات پر مشتمل مفت طلب فرمائیں

CURATIVE COURSES کیوریٹو کورسز

PILES COURSE	قیمت -/۴۰	بواسیر کورس
ASTHMA COURSE	" -/۶۰	دمہ کورس
BABY GROWTH COURSE	" -/۲۵	بے بی گروتھ کورس
BED URINE COURSE	" -/۳۰	بول بستری کورس
DWARFISHNESS COURSE	" -/۱۰	چھوٹا قد کورس
KIDNEY STONE COURSE	" -/۱۵	پتھری گردہ مثانہ کورس
OBESTY COURSE	" -/۶۰	موٹاپا کورس
T.B COURSE	" -/۵۰	ٹی۔ بی کورس

لٹریچر -/۳ کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر طلب کریں

606
771

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ

الفضل کے اجراء پر جماعتِ احمدیہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں

دواخانہ حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

پوسٹ بکس ۲۲۲

فون: ۷۳۹۹۷